کلاس اسائنمنٹ ایم اے اسلامک سٹڈیز

تقدیر (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

UOG

نگران مقالہ:

محمد شعیب عارف

لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ

یونیورسٹی آف گجرات

مقالہ نگار:

اُمید مالک

طالبہ شعبہ علوم اسلامیہ

یونیورسٹی آف گجرات

جی ٹی روڈ سائنس کالج

جامعہ گجرات

سیشن ۲۰۱۵_۲۰۱۳ء

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقدیر

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اجمالی فہرست

مقدمہ:

تقدیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر۲

باب اول: تعارف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر۳

فصل اول۔۔۔معنی و مفہوم

فصل دوم۔۔۔ضرورت و اہمیت

فصل سوم۔۔۔خیال و حقیقت

باب دوم: مختلف عقائد و نظریات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر۶

فصل اول۔۔۔معتزلہ/قدریہ

فصل دوم۔۔۔جبریہ

فصل سوم۔۔۔تقدیر کے متعلق اہل حق کی تحقیق

باب سوم: تقدیر عصرِ حاضر میں (تصویری وضاحت پر مشتمل باب)۔صفحہ نمبر۹

فصل اول۔۔۔اسلامی دنیا (مشرق)

فصل دوم۔۔۔غیر اسلامی دنیا (مغرب)

فصل سوم۔۔۔حاصل بحث

مصادر و مراجع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر۱۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقدمہ

تقدیر (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

تخیل ہر کس و ناکس کے وجود میں آنے کی پہلی سیڑھی ہے، معمار کو عمارت کی تعمیر کیلئے نقشہ درکار ہوتا ہے، اا ور وہ نقشہ اس عمارت کی صورت گری پیش کرتا ہے اسی طرح یہ کائنات جس کی تعمیر و تخلیق ہے جسکی جلوہ آرائیاں ہر سو یہاں، عیاں ہو رہی ہیں جسکے جلوے ہو آن نمودار ہو کر اس کے ہونے کی دلیل دے رہے ہیں، وہ اپنی ہر ہر تخلیق سے قبل اسکے نقش کا بھی خالق ہے، اس خیال کا بھی خالق ہے جو اس تخلیق کے پیچھے کارفرما ہے۔اسی طرح وہ مالک اس بزم کے ہر رنگ و رعنائی کی حقیقت، اسکی حیات و ممات کا جاننے والا اور اسکے پس منظر و ظاہر و آمدہ کی تدبیر و حقیقت کا رازدان و مالک اور خالق ہے۔

مگر ایک حقیقت یہ بھی ڈھکی چھپی نہیں کہ خیال اس پوشیدہ، راز کا نام ہے کہ کسی ایک کا دوسرے پہ عوام مین عیاں نہیں، تو جب بات خیال و ارادہِ مالکِ کون و مکاں ہوگی تو کس کی مجال ہے کہ اسکی جناب کی رازداری میں شامل ہونے کا سوچے بھی۔

جب اس محال پہ کسی کو قدرت نہیں تو جان جائے حضرت انسان کہ پتھر میں اور اسمیں جو فرق پوشیدہ ہے اسکی وضاحت اسے جتنی مل گئی ہے، وہی نہیں کہ تمام ہے کہ وہ جب وجود نہ رکھتا تھا کیا قادر تھا کہ ہو جائے یا اب قدرت رکھتا ہے کہ ناپید ہو جائے، ظاہر ہے اسے محال ہے تو بننے میں تو پتھر بھی ایسا ہی ہے۔مگر وہ جو بن کے جو من چاہے کرتا پھرتا ہے کیا پتھر بھی ایسی حقیقت رکھتا ہے، نہیں: تو یہی تو اسکی تقدیر ہے۔

پیدائش تک دونوں کی حقیقت میں فرق نہ تھا مگر پیدا ہونے پر ہو گیا اور اب یہی ساتھ ہے یعنی مالک کی تخلیق ہیں اور مقصدِ تخلیق ودیت کرنا بھی اسی کے ارادہ و قدرتِ کاملہ کو داخل ہے۔

قدرت کی اس حکمت میں انسان نہ جبرِ محض میں ہے نہ اختیارِ کلی کا حامل ہے لہذا اسے بین بین، رکھا گیا ہے کہ اسے بھی معلوم ہے کہ بلندی کی جانب سفر اور وہاں سے واپسی کا سفر ایک دوسرے سے کیونکر مختلف ہیں۔

اگر جبر و قدر کو صحیح اسلامی نقطہ نظر کے علاوہ کوئی اور رنگ دیا جانے لگے تو وہی توہم پرستی جو قدامت پسندی میں تھی اٹڈ آتی ہے کہ انسان تقدیر کی کھیل سے فرار چاہتا ہے اور اس واسطے اسے شیطان کی مدد درکار ہے۔۔۔۔

اسکے برعکس انسان نہ تو تقدیر بنانے میں شامل ہے نہ اسکے ہٹانے میں قادر ہو سکتا ہے البتہ اپنی اصلاح کی سعی اور تگ و دو اسکے لئے لازم ہے وہی اسے اپنے بگڑے کام بنانے میں مدد دے سکتی ہے اور مالکِ کن فیکون نے اسکے لئے اسکی گنجائش رکھی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

باب اول: تعارف

تقدیر

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

فصل اول۔۔۔معنی ومفہوم

انسان میں قصد وارادہ واختیار ٗہونا ایسا واضح وروشن وبدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کرسکتا مگر مجنون۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔[1]

لغوی معنی:

تقدیر: اندازہ لگانا۔

قضا اور قدر (قریب المعنی)

قضاوقدر کی تعریف:

''اللہ تعالیٰ کا ازل میں تمام اشیاء سے متعلق یہ جاننا کہ وہ مستقبل میں کس طور پر موجود ہوں گی ٗ **قضا ہے۔**'' نیز **قضا:** حکم / فیصلہ، کے معانی میں بھی مستعمل ہے۔

اشیاء کو علمِ ازلی کے مطابق ایجاد کرنا ٗ **قدر ہے۔**[2]

''**تقدیر کی حقیقت** وہی ہے جو سعی وآرزو کی ہے۔۔۔کہ انسان کو آزادیِ ارادہ واختیار بھی ودیعت کی گئی ہے۔''[3]

آرزوئے حسن کی تکمیل کرنے کی آزادی ٗ موقع ومحل ٗ لیکن اس کیلئے اُسے جدوجہد کرنی اور محنت ومشقت اُٹھانا ٗ کہ یہ اسکی تقدیر ہے اور تقدیر بنانا اسکے مقدور میں ہے۔[4]

بندہ کے ارادہ کے تعلق کی کیفیت نہیں بتلائی جاسکتی ٗ تو خداوند ذوالجلال کے ارادہ کے تعلق کی حقیقت کون بتا سکتا ہے۔[5]

---

[1] امام احمد رضا خان بریلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**فتاوی رضویہ**'' (مع تخریج وترجمہ عربی عبارات) (۲۹ جلد)، رضا فاؤنڈیشن ٗ جامعہ نظامیہ رضویہ ٗ لاہور۔ پاکستان، اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ نمبر ۲۹۱۔

[2] **کلاس نوٹس: علم العقائد**

[3] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ''**حرفِ اول وآخر**''، مرتب: لیفٹیننٹ کرنل عابد @ عابد (ریٹائرڈ) خواجہ محمد اسلم، **فیروزسنز** (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی ۱۹۹۸ء، مضمون: فلسفہء تقدیر، صفحہ نمبر ۳۲۸۔

[4] ایضاً: صفحہ نمبر ۳۲۸۔

[5] مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**علم الکلام**''، [illegible] صفحہ نمبر ۸۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقدیر یا قضا کی تین اقسام:

۱) مبرم حقیقی

۲) معلق

۳) مشابہہ مبرم

مبرم حقیقی:

جو علمِ الٰہی میں ہے، راز ہے، پوشیدہ ہے، جس پر اختیار نہیں، جیسے اس وسیع و عریض نظامِ کائنات کی تخلیق

انسان کی اپنی ذات کا وجود میں آنا، موت، موت کے بعد اٹھائے جانا۔۔۔

یہ تمام افعال اسکی مرضی کے متقاضی نہیں بلکہ رضا و ارادہِ الٰہی کے عکاس ہیں۔

انسان کا انسان بننا،

چاند کا چاند بننا،

کہکشاؤں کی دوری

سمندروں کی روانی و ٹھراؤ

بادو باراں کی آمد وا Z ط۔

معلق:

suspended

دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے (الحدیث)، جس واسطے کہا گیا وہ یہی قسم ہے قضا کی۔

اسمیں اولیاء، والدین، مقربینِ بارگاہِ ایزدی کی دعا کو مقبولیت حاصل ہونے کے باعث بگڑے مقدر سنور جانے کی گنجائش ہے۔

مشابہہ مبرم:

ممکن ہے زہر دیا گیا زہر سے نہ مرے اور مرنے والا گڑ سے مر جائے۔

حاصل بحث:

سب کچھ لازم نہیں ملے، سب ملنے لگے تو فساد غالب آجائے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقدیر

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

فصل دوم۔۔۔ضرورت واہمیت

جو کام ارادہ اور اختیار سے کیا جاتا ہے پہلے اسکو سمجھ لیتے ہیں مکان اگر بناتے ہیں تو پہلے اسکا نقشہ تیار کر لیتے ہیں تاکہ مکان کی تعمیر نقشہ کے مطابق ظہور میں آئے۔

اس لئے ضروری ہے کہ اس عالم کا نقشہ بھی خدا کے یہاں پہلے سے ایک پنہاں وجود رکھتا ہو اور اس نقشہ ہی کے مطابق اس وجود ظاہری کا کارخانہ برقرار رہتا ہو۔اہلِ اسلام اسی وجود پنہانی کو **تقدیر** کہتے ہیں۔[۱]

دنیا انسان کیلئے دارالامتحان اور آخرت دارالجزاء ہے۔

دلیل: انسان نے اپنی مرضی سے آزادیِ ارادہ واختیار کیساتھ خلافتِ ارضی کا بارِ امانت اُٹھایا تھا۔اور اسکے عوض کسب وسعی کے ذریعے اپنی زندگی بسر کرنے اور اسکے معجّل وموجل نتائج بھگتنے پر اپنی خواہش ورضامندی کا اظہار کیا تھا۔زندگی رہینِ محنت ومشقت ہے تو یہ کوئی بری بات نہیں، بلکہ زندگی کے نشو وارتقاء کے لئے ناگزیر ہے۔وہ لوگ جو محنت نہیں کرتے اور دوسروں کی محنت کے ثمرات پر زندگی کرتے ہیں، وہ زندگی کی لذت سے محروم رہتے ہیں،لیکن بہت کم لوگ اس حقیقت کا شعور رکھتے ہیں۔ایسے لوگ اولادِ آدم کے دشمن ہوتے ہیں اور انہیں چار طبقوں میں تقسیم کر کے فرعونی، ہامانی، قارونی اور آزری طبقات سے موسوم کر سکتے ہیں۔[۲]

قرآن مجید نے ''یوم الدین'' کی فکر انگیز " اختیار کی ہے۔اس دن افرادِ نسلِ انسانی اپنے معتقدات واعمال کے حق وباطل اور حسن وقبح کے مطابق جنت یا دوزخ میں بھیجے جائیں گے[۳]۔اس دن '**المیزان**' قائم ہوگی اور وہ جدید ترین کمپیوٹر سے بھی کہیں زیادہ درست کار وخودکار اور حیرت انگیز ومحیر العقول سمعی وبصری کوئی شے ہوگی[۴]۔

فلسفہ تقدیر/فلسفہء جبر وقدر: اللہ جل شانہٗ کل عوام کا الٰہ ہے اور سب سے بے حد محبت واحسان کرتا ہے۔وہ کسی حال میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ظلم وجبر، استحصال اور سلب ونہب ہو یہی اسکی مشیت اور غایتِ دین ہے[۵]۔غلامی نہ انسان کی تقدیر ہے نہ مشیتِ الٰہی[۶]

سورۃ الطّور ۵۲:۲۱، میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **کل امری بما کسب رھین ٭** ''ہر شخص اپنے اکتساب کے عوض رہن ہے''[۷]

---

[۱] مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**علم الکلام**''، زمزم پبلشرز، جون ۲۰۱۲ء، عنوان: ثبوت تقدیر، صفحہ نمبر ۸۳۔

[۲] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ''**حرفِ اول وآخر**''، مرتب: لیفٹیننٹ کرنل عابد @ عابد (ریٹائرڈ) خواجہ محمد اسلم، فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔راولپنڈی۔کراچی ۱۹۹۸ء، مضمون: فلسفہء تقدیر، صفحہ نمبر ۳۳۳۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقدیر (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

فصل سوم۔۔۔خیال وحقیقت

- **دنیا بھر میں کچھ بچے محلوں میں اور کچھ رہگزروں میں جنم لیتے ہیں۔[1]**

یہ خود اولادِ آدم کے گروہ ہیں جو اپنے ظلم وجہل کے سبب رب العالمین کی نعمتوں اور وسائلِ دولت پر ناجائز قبضہ کرکے دوسرے لوگوں کو انکے مساوی پیداواری حصے (یعنی حقِ معلوم) سے محروم کردیتے ہیں۔[2]

- **آرزوؤں کا جہان' کوئی پائے کوئی گنوائے۔**

رب ذوالجلال والاکرم' جسے اپنے بندوں کی آزادی ارادہ واختیار اوران کی آرزو کا پورا پورا پاس ہے۔ چاہے وہ حسنہ وخیر کی ہو یا سیئہ وشر کی۔[3] آفتابِ ہدایت' کی روشنی سے وہی شخص مستفید ہوتا ہے' جسکا قلب سلیم یعنی زندہ ومنیر ہوتا ہو۔[4]

جسکا قلب سخت ہوجاتا ہے ایسا کافروں' متکبروں کا نور سے محرومی۔[5]

- **اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ شر کی قضا فرمائے اور پھر ان کو عذاب دے تو یہ جور ہے'**

ہرگز ظلم وجور نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء نے اسکو مجبور نہیں کیا کہ وہ شر کرے۔(کہ اس پر خیر کا حکم اور حجت ظاہر کردی)۔[6]

- **اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**

"**وما انا بظلام للعبید**" (آل عمران:۱۸۲)۔۔۔"**ہم بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔**"

(ایسا ہی دراصل ہے' جو ظلم ہے وہ انسان ہی سے سرزد ہے کہ) آیت میں یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں کرتا کہ بندہ بندہ پر ظلم نہ کرے۔[7]

- **اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"انا کل شیء خلقنہ بقدر" (القمر:۴۹)۔۔۔"ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے پیدا کی۔"**[8]

یہ جائز ہے کہ کسی شیء کا امر کرے اور اس کے خلاف ارادہ فرمائے' جیسے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح کا حکم کیا اور ارادہ کیا کہ نہ ذبح کریں۔[9]

---

[1] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر' "**حرفِ اول وآخر**' مضمون: فلسفہء تقدیر۔ صفحہ نمبر:۳۳۱۔۔۔۔[2] ایضاً، صفحہ نمبر:۳۳۲،۔۔۔[3] ایضاً،۔۔۔۔۔[4] ایضاً، صفحہ نمبر:۳۳۵۔

[5] ایضاً، صفحہ نمبر:۳۳۳،۔۔۔

[6] امام ابوشکور محمد بن عبدالسعید سالمی (رحمتہ اللہ علیہ)، "**تمہید ابوشکور سالمی (رحمتہ اللہ علیہ)**"، ترجمہ: مفتی اعظم ابوالبرکات سید احمد قادری (رحمتہ اللہ علیہ)، فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار' لاہور ۲۰۰۹ء۔ عنوان: سترھواں قول؛ خیر وشر' اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں۔ صفحہ نمبر:۳۰۵۔

[7] ایضاً، صفحہ نمبر ۳۰۶۔۔۔۔۔۔[8] ایضاً، صفحہ نمبر ۳۰۵۔۔۔۔۔۔۔۔[9] ایضاً، صفحہ نمبر:۳۰۴۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

باب دوم: مختلف عقائد ونظریات

فصل اول۔۔۔معتزلہ/اشاعرہ/قدریہ

معتزلہ کا عقیدہ:

بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور خدا بندے کے افعال کا خالق نہیں۔ یوں برے اعمال کرنے سے بندہ ہی قصوروار رہتا ہے خدا ظالم نہیں ٹھرتا۔[1]

اعتراضات:

۱) افعال بالفرض بندہ ہی کے مخلوق ہیں تو وہ اخلاق اور ملکات اور وہ قدرت اور اختیار کہ جسکے ذریعہ سے بندہ افعال کرتا ہے وہ بندہ کی مخلوق نہیں۔ اخلاق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ خلقی ہیں اخلاق جیسے خدا نے بنا دیئے ویسے ہی بن گئے اور انکو کوئی بدل نہیں سکتا اور انہیں اخلاق پر جزا و سزا کا مدار ہے۔ جیسا تخم ہوتا ہے ویسا ہی پھل درخت کو لگتا ہے۔

اور جب جزا و سزا کا مدار تخم اخلاق پر ہے۔ اور اخلاق خدا کی مخلوق ٹھرے تو افعال کو اپنا مخلوق بتلانے سے کیا فائدہ ہوا۔[2]

۲) اپنے آپ کو خالق کہہ کر کم فہم اور بے ادب ہونا ثابت ہو گیا۔ جزا و سزا حقیقت میں تخم اخلاق اور اشجار اعمال کے پھل کا نام ہے۔ جیسے انار اور انگور ایک خاص تخم اور خاص درخت کے پھل کا نام ہے۔ درخت کو زمین کا مخلوق کہو یا خدا کا مخلوق پھل بہر حال لگتا ہے۔ ایسے ہی اعمال کو اپنا مخلوق بتلاؤ یا خدا کا، جزاء و سزا بہر حال مرتب ہوتی ہے

اسکی کیا ضرورت تھی کہ خدا جیسے خالق کو چھوڑ کر اپنے کو خالق بتلا دیا۔[3]

۳) اگر جزاء و سزا ہی کا راستے بٹھلانا تھا تو یہ کہہ سکتے تھے کہ پھل کے اچھے اور برے ہونے کا مدار اگرچہ تخم ہی پر ہے لیکن عرف میں درخت ہی کا پھل کہلاتا ہے ایسے ہی جزاء و سزا اگرچہ اخلاق ہی پر موقوف ہے۔ لیکن عرف میں عمل ہی کی جزاء و سزا کہتے ہیں۔

جب بندہ خالق افعال مانا تو:

- وہ عاجز و لاچار اپنی نہ جانے پرائے کیا نمٹائے گا۔
- بندہ ہاتھ پیر سے اپنے اختیار سے کام تو لیتا ہے انھیں تخلیق کرنا' اسے محال۔
- شیطانی افعال، کی تخلیق سر لینا ہوگی۔
- بندہ شر کی نسبت' نفس سے اور خیر کی رب سے رکھے تو درست ورنہ منافی۔
- افعال بندہ کے ملک ہیں تو خدا کی ملک سے خارج ہیں۔
- خدا اور بندہ دونوں کی حقیقت و اصلیت میں آقا و غلام کی نسبت کہاں رہی۔
- اچھا کرنے پہ بندہ' رب سے فضیلت پا جائے گا۔[4]

---

[1] مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''علم الکلام' صفحہ نمبر ۸۳۔۔۔۔[2] ایضاً، صفحہ نمبر ۸۴۔۔۔۔۔۔[3] ایضاً، صفحہ نمبر ۸۴۔۔۔۔۔[4] ایضاً، صفحہ نمبر: ۸۹۔۸۴،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فصل دوم۔۔۔جبریہ

جبریہ کا عقیدہ:

بندہ کو اپنے افعال کا خالق اور فاعل مستقل قرار دینا، عقل ونقل کے خلاف جان کر، جبریہ نے قضاء وقدر کا عقدہ حل کرنے کیلئے یہ قرار دیا کہ بندہ مجبور محض ہے۔ بندہ میں کسی قسم کی قدرت نہیں۔ بندہ کی حرکات وسکنات بعینہ ایسی ہی ہیں جیسا کہ ہوا سے درخت کی شاخیں اور پتے حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اور اس حرکت میں پتوں اور شاخوں کے ارادہ کو دخل نہیں۔[1]

قابلِ اعتراض:

۱) انکے ہاں دنیا کے سارے مجرم معذور اور بے قصور ہیں۔

۲) افعال کی سرزدگی میں کوئی گناہ اور عیب ہی نہیں۔

۳) جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو رہا ہے۔

۴) بندہ کوئی فعل کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

۵) تمام افعال یکساں اور برابر ہیں۔

۶) نہ کوئی شےء اطاعت ہے اور نہ کوئی شےء معصیت۔

۷) حسن اور قبیح، خیر اور شر، نیک اور بد کی تقسیم ہی غلط ہے۔

۸) مومن اور کافر، حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہل، یوں سب برابر ہوئے۔[2]

تو یوں گویا کہ:

- مذہب اور عقل میں دوری ثابت ہوئی۔
- امر ونہی کا تصور ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔
- امر ونہی انسان کے لئے ہیں شجر وحجر کو نہیں۔
- مجبور کو جزا وسزا کیسی۔
- پہاڑ پہ چڑھنا اور اوپر سے گرنا دونوں برابر ہیں۔
- عقل تو کہتی بلندی پر چڑھنا اختیاری اور گرنا غیر اختیاری ہے۔
- تو جب دونوں ایک ٹھرے تو انسان کو نصیحت بھی نہ ہونی چاہیے۔
- مجنون اور دیوانوں کی تو یہ رہی الگ سے کیا کہیں۔[3]

---

[1] مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''علم الکلام'' صفحہ نمبر ۸۹۔۹۰

[2] ایضاً، صفحہ نمبر ۹۰

[3] ایضاً، صفحہ نمبر ۹۰۔۹۱

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقدیر کے متعلق اہل حق کی تحقیق:

انسان نہ فاعل مستقل ہے اور نہ شجر اور نہ حجر کی طرح مجبور محض ہے۔ایک بین بین حالت میں ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق اور فاعل مستقل نہیں۔فاعل مستقل خالق تو ہر شےء کا خدا تعالیٰ ہی ہے لیکن اس قادر مطلق اور مختار کل نے کچھ قدرت اور اختیار اور ارادہ بندہ کو بھی عطا کیا ہے۔کہ جس سے بندہ اپنے مولیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کر سکے۔اسی وجہ سے بندہ کو کاسب کہا جاتا ہے۔اور اس خداداد قدرت اور اختیار سے بندہ جو فعل کرتا ہے اصطلاح شریعت میں اسکو ''**کسب**''، کہتے ہیں۔اور اسی وجہ سے بھلائی اور برائی اسکی طرف منسوب کی جاتی ہے۔[1]

حکایت نمبر۱:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام موصوف نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دریافت کیا:

کہ ''اے صاحبزادہء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! کیا حق تعالیٰ نے کوئی امر بندوں کے تفویض اور سپرد فرمایا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو چاہیں کریں؟'' ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اپنی ربوبیت بندوں کے سپرد فرمائے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کوئی جبر کیا ہے اور کسی چیز کے کرنے پر ان کو مجبور کیا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان عدل سے بعید ہے کہ وہ بندوں کو کسی امر پر مجبور کرے اور پھر اس پر ان کو عذاب دے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ پھر کیا صورت ہے۔تو فرمایا کہ حالت بین بین ہے نہ جبر ہے اور نہ تفویض، نہ اکراہ ہے اور نہ تسلیط۔[2]

حکایت نمبر۲:

ایک دن امیر المومنین خطبہ فرمارہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعہ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجیے۔فرمایا: گہرا دریا ہے اسمیں قدم نہ رکھ۔عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں خبر دیجیے۔فرمایا: اللہ کا راز ہے زبردستی اسکا بوجھ نہ اٹھا۔عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں خبر دیجیے۔فرمایا: اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دو امروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسے سپرد ہے۔عرض کی: یا امیر المومنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے۔اور وہ حضور میں حاضر ہے۔مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔میرے سامنے لاؤ۔لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔جب امیر المومنین نے اسے دیکھا تیغِ مبارک چار انگل کے قدر نیام سے نکال لی اور فرمایا: کام کی قدرت کا تو خدا کیساتھ مالک ہے یا خدا سے جدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور میں تیری گردن ماردوں گا۔فرمایا کہہ: اسکے دیے سے اختیار رکھتا ہوں بے اسکی مشیت کے مجھے اختیار نہیں۔[3]

---

[1] مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**علم الکلام**'' صفحہ نمبر ۹۱، ------- [2] ایضاً، صفحہ نمبر ۹۲-۹۳،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

باب سوم: تقدیرِ عصرِ حاضر میں

فصل اول۔۔۔اسلامی دنیا (مشرق)

(تصویریں الگ سے اٹیچ کی گئی ہیں)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقدیرِ عصرِ حاضر میں

فصل دوم۔۔۔غیر اسلامی دنیا (مغرب)

-

-

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

باب سوم: تقدیرِ عصرِ حاضر میں

فصل سوم۔۔۔حاصل بحث

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مصادر و مراجع

۱۔ امام احمد رضا خان بریلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**فتاوی رضویہ**'' (مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات) (۲۹ جلد)، رضا فاؤنڈیشن ' جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور۔ پاکستان، اگست ۲۰۰۵ء، صفحہ نمبر ۲۹۱۔

۲۔ کلاس نوٹس (**لیکچرز**): **علم العقائد و علم الکلام**

۳۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ''**حرفِ اول و آخر**''، مرتب: لیفٹیننٹ کرنل عابد @ عابد (ریٹائرڈ) خواجہ محمد اسلم، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی ۱۹۹۸ء، مضمون: فلسفہء تقدیر، صفحہ نمبر ۳۲۸۔

۴۔ ایضاً: صفحہ نمبر ۳۲۸۔

۵۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**علم الکلام**''، زمزم پبلشرز، جون ۲۰۱۲ء، عنوان: ارادہ، صفحہ نمبر ۸۲۔

۶۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**علم الکلام**''، زمزم پبلشرز، جون ۲۰۱۲ء، عنوان: ثبوت تقدیر، صفحہ نمبر ۸۳۔

۷۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ''**حرفِ اول و آخر**''، مرتب: لیفٹیننٹ کرنل عابد @ عابد (ریٹائرڈ) خواجہ محمد اسلم، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی ۱۹۹۸ء، مضمون: فلسفہء تقدیر، صفحہ نمبر ۳۳۳۔

۸۔ امام ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی (رحمتہ اللہ علیہ)، ''**تمہید ابو شکور سالمی (رحمتہ اللہ علیہ)**''، ترجمہ: مفتی اعظم ابو البرکات سید احمد قادری (رحمتہ اللہ علیہ)، فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار' لاہور ۲۰۰۹ء۔ عنوان: سترھواں قول؛ خیر و شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں۔ صفحہ نمبر: ۳۰۵۔

islam's concept of fat---

islam & fate today---

---fate in non.islamic world

http://www.kerrang.com/23319/win-tickets-see-escape-fate-london/

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com